جناب عبدالمجیب
سابق مشیر حکومت سعودی عرب

قرآن وسنت میں ''ربا'' (سود) کی حقیقت

۱۔　مسئلہ ربا (سود) پرفنی نکتہ سنجیوں اور فقہی باریکیوں میں الجھنے کی بجائے سب سے پہلے تو قرآن مجید کے احکام پر توجہ مرکوز کرنی چاہیے جو چار سورتوں میں موجود ہیں۔یعنی سورۂ بقرہ کی آیات ۲۷۵ تا ۲۸۱ 'سورہ آل عمران کی آیت ۱۳۰ 'سورۂ نسأ کی آیت ۱۶۱ اور سورۂ روم کی آیات ۳۹/۴۰۔پھر ان ارشادات قرآنی پر عمل تسلسل یعنی ''سنت متواتر'' پیش نظر رکھنا چاہیے جو اجماعی طور پر رسول اکرمؐ سے شروع ہو کر تا حال جاری ہے۔مثلاً قرآن میں زکوٰۃ کا حکم تو ہے مگر نصاب زکوٰۃ اور تناسب زکوٰۃ ''سنتِ متواتر'' کے ذریعہ متعین ہوئے ہیں اور تا قیامت وہی متعین رہیں گے۔ٹھیک اسی طرح ''سنت متواتر'' کے ذریعے ربا کے متعلق اجماعی نظریہ اور عملی رویہ دونوں ہی روزِ اول تا حال بالکل واضح ہیں۔اس نکتے کا وضاحتی احوال آگے آرہا ہے۔

۲۔　قرآن کریم میں سب سے بڑی اور لمبی فرد جرم (Charge Sheet) یہود کے خلاف ہے اور اس میں بڑا جرم ربا بھی ثبت ہے (نسآ۔آیت ۱۶۱) پچھلے پانچ ہزار سالہ معلوم تاریخ (Recorded History) میں یہود ہی نظام ربا کے موجد اور مربی رہے ہیں اور آج بھی وہی یہود دنیا میں نظام ربا کے سرخیل و سرپرست ہیں۔ربا کے اسی تاریخی تسلسل کے پیچھے یہود کا اصل ہدف یہ رہا ہے کہ دنیا کی پوری معیشت پر قبضہ کر کے پوری دنیا کا سیاسی اقتدار حاصل کرلیا جائے۔اسی سازشی تسلسل کی آخری غماز وہ مشہور خفیہ دستاویز ہے جو ۱۸۹۷ء میں صیہونی "Protocols" کے نام سے یہودی "Elders" نے مرتب کی تھی۔اسی پلان کے تحت دنیا میں پچھلے سو سالوں میں عالمی قرضے در قرضے اور ربا در ربا کا جال اتنا بڑا کر دیا گیا ہے کہ اب معیشت عالم یہود کی یرغمال ہو چکی ہے۔ربا پر مبنی Banking کا پورا نظام یہودی پیداوار ہے جس نے کرنسی کے مدمقابل Credit کو جنم دیا تا کہ حقیقی معیشت کو ایک مصنوعی اور جعلی معیشت میں تبدیل کر کے یہودی نصب العین پورا کیا جائے۔لہذا صورت حال یہ ہے کہ عالمی معیشت میں حقیقی معیشت صرف دس فیصد رہ گئی ہے۔اور مصنوعی (جعلی) معیشت نوے فیصد ہو چکی ہے۔دنیا میں افراط زر ہو یا کساد بازاری سب کچھ اس ربا کے محور پر "Created Credit" کی کارگزاریاں ہیں۔اس شیطانی چکر (Vicious Circle) کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ قرضوں کی غیر حقیقی اور غیر فطری معیشت عروج پر ہے اور جس کی وجہ سے عالمی معیشت کے اسی فیصد حصے پر یہود قابض ہیں اور اپنی دیرینہ سازش میں پوری طرح کامیاب ہیں۔اس کا توڑ صرف قرآن وسنت متواتر میں ہی مضمر ہے۔

۳۔　قرآن حکیم کی محولہ بالا آیات میں با ایک طرف تو صدقات وزکوٰۃ کے بالمقابل بیان ہوا ہے اور دوسری طرف وہ ہی ربا تجارت کے بالمقابل بھی بیان ہوا ہے۔ پہلی صورت میں غریب لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ربا پر مال فراہم کرنا حرام قرار دے کران کو صدقات وزکوٰۃ دینا واجب اور فرض کیا گیا ہے۔ دوسری صورت میں معاشی منافع کمانے کے لئے ربا کو حرام قرار دے کر صرف تجارت کو حلال قرار دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ (علت بھی اور حکمت بھی) وہ چار بنیادی فرق ہیں جو ربا اور تجارت کے درمیان ہیں۔ پہلا فرق یہ ہے کہ تجارت میں نفع کے ساتھ نقصان کا امکان بھی رہتا ہے، جبکہ ربا میں نقصان کا امکان سرے سے ہوتا نہیں۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ تجارت میں نفع پہلے سے متعین (Pre-Determined) نہیں ہوتا۔ جبکہ ربا میں معاملہ بالکل برعکس ہوتا ہے۔ تیسرا فرق یہ ہے کہ تجارت تو اشیاء کی ہوتی ہے نہ کہ زر (Currency) کی مگر ربا میں یہ معاملہ پھر بالکل الٹا ہوتا ہے یعنی تجارت (اور صنعت وحرفت وزراعت وغیرہ) میں تو زر کو محض ایک آلہ تبادلہ کے استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن ربا میں خود زر کو ہی ایک جنس تجارت بنا دیا جاتا ہے۔ چوتھا فرق یہ ہے کہ تجارت وصنعت وحرفت وزراعت سے حقیقی معاشی سرگرمیاں وجود پاتی ہیں اور حقیقی معیشت پروان چڑھتی ہے۔ مگر نظام ربا میں Created Credit پوری معیشت کو غیر حقیقی اور مصنوعی بنا دیتا ہے جس سے معیشت ہمیشہ افراط وتفریط کا شکار رہتی ہے۔ ان چار اسباب وعلل کے پیش نظر مصنوعی کاروبار قرضہ جات اور ربا سراسر ظلم کے زمرے میں آجاتے ہیں جبکہ تجارت اور اصول شراکت ومضاربت وغیرہ عدل وانصاف عدل وانصاف کے مظاہر قرار پاتے ہیں۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ نظام ربا میں ایک سرمایہ دار کسی Project میں اپنا سرمایہ تو صرف 25% لگاتا ہے اور 75% لوگوں کا سرمایہ بینک سے قرض پر لیتا ہے۔ پھر وہ کل سرمایہ کاری پر مثلاً منافع 80% حاصل کرتا ہے مگر ربا کی مد میں 75% سرمایہ پر صرف 15% ادا کرتا ہے اور اس کو بھی اپنے Cost of Production میں شامل کر کے صارفین کو منتقل کر دیتا ہے۔ اس طرح وہ سرمایہ دار اپنے صرف 25% سرمایہ پر پورا منافع (100% سرمایہ پر) ہضم کر جاتا ہے اور 75% سرمایہ فراہم کرنے والے لوگ (صارفین) عملاً کوئی منافع حاصل نہیں کر پاتے۔ اس لحاظ سے ربا قطعی ظلم بھی ہے اور لوگوں کا استحصال بھی جبکہ سرمایہ کاری میں نفع ونقصان کی بنیاد پر شراکت اور مضاربت قطعی عدل وانصاف پر مبنی ہیں۔

۴۔　غرضیکہ قرآن مجید نے معیشت میں نظام ربا وقرضہ جات کو یکسر ختم کر کے نظام صدقات وزکوٰۃ اور نظام تجارت وشراکت قائم کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ ظلم واستحصال اور افراط وتفریط سے پاک حقیقی معاشی سرگرمیاں وجود میں آئیں اور مروجہ صرفی اور تجارتی / صنعتی قرضوں (Loans/Credits) کے نظام کی ضرورت ہی نہ ہو کہ جس نے آج کل انفرادی اور اجتماعی تباہ کاریاں پیدا کی ہوئی ہیں۔ البتہ کسی ہنگامی یا غیر معمولی ضرورت میں...... (بقیہ صفحہ ۲۸ پر)